



پوشیدہ اموات

پاکستان میں موسمی آفات کے دوران بزرگوں اور بچوں
کی پوشیدہ اموات

AMNESTY
INTERNATIONAL



ایمنسٹی انٹرنیشنل 10 ملین افراد کی ایک تحریک ہے جو ہر ایک میں انسانیت کو متحرک کرتی ہے اور تبدیلی کے لیے مہم چلاتی ہے تاکہ ہم سب اپنے انسانی حقوق سے لطف اندوز ہو سکیں۔

ہمارا وژن ایک ایسی دنیا کا ہے جہاں اقتدار میں بیٹھے لوگ اپنے وعدے پورے کریں، بین الاقوامی قوانین کا احترام کریں اور جوابدہ ہوں۔

ہم کسی بھی حکومت، سیاسی نظریے، معاشی مفاد یا مذہب سے آزاد ہیں اور بنیادی طور پر ہماری رکنیت اور انفرادی عطیات سے مالی اعانت فراہم کی جاتی ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ ہر جگہ لوگوں کے ساتھ یکجہتی اور ہمدردی سے کام کرنے سے ہمارے معاشرے بہتر ہو سکتے ہیں۔



سرورق تصویر

سیلاب کے بعد قبرستان کے قریب کھڑے بچے، کچھ قبریں بغیر نشان کے۔ کولن فو کی منظر کشی © ایمنسٹی انٹرنیشنل

© ایمنسٹی انٹرنیشنل 2025

سوائے اس کے جہاں دوسری صورت میں نوٹ کیا گیا ہو اس دستاویز میں موجود مواد Creative Commons (انتساب، غیر تجارتی، کوئی مشتق نہیں، بین الاقوامی 4.0) لائسنس کے تحت لائسنس یافتہ ہے، "https://creativecommons.org/licenses/by-nc-nd/4.0/legalcode"

مزید معلومات کے لیے براہ کرم ہماری ویب سائٹ پر اجازت نامے کا صفحہ ملاحظہ کریں: www.amnesty.org

جہاں مواد ایمنسٹی انٹرنیشنل کے علاوہ کسی کاپی رائٹ کے مالک سے منسوب ہے، یہ مواد Creative Commons لائسنس کے تابع نہیں ہے۔

پہلی بار 2025 میں ایمنسٹی انٹرنیشنل لمیٹڈ
پیٹر بیننسن ہاؤس، 1 ایسٹن اسٹریٹ لندن UK WC1X 0DW نے شائع کیا

AMNESTY
INTERNATIONAL



انڈیکس: ASA 33/9007/2025
اولین زبان : انگریزی

amnesty.org

مندرجات

IV

1

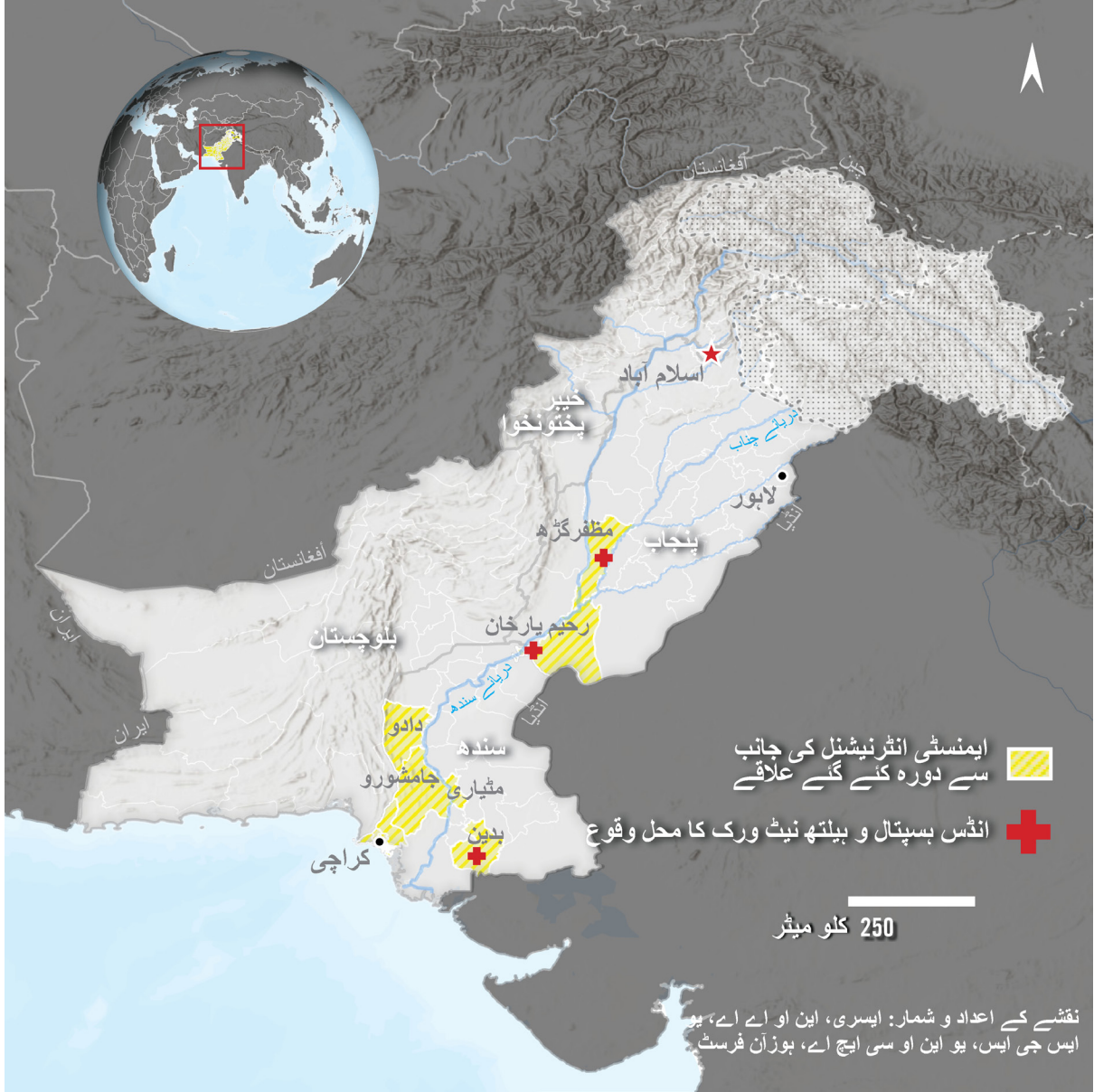
12

نقشہ

خلاصہ

سفارشات

نقشہ



خلاصہ

موسمیاتی تبدیلی کے بحران کا ایک المناک پہلو یہ ہے کہ وہ ممالک جنہوں نے عالمی حدت میں سب سے کم حصہ ڈالا وہ اس کے سب سے زیادہ نقصان دہ نتائج کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ پاکستان جو عالمی سطح پر گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں 1 فیصد سے تھوڑا زیادہ حصہ ڈالتا ہے دنیا میں موسمی آفات سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والا پانچواں ملک ہے۔ پاکستان میں بڑھتے ہوئے درجہ حرارت زیادہ شدید اور غیر متوقع موسم کا باعث بنتے ہیں۔ 2022 میں پاکستان نے ریکارڈ گرمی کی لہروں کا تجربہ کیا ملک کے بیشتر حصوں کا درجہ حرارت 50 ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ گیا۔ ان اوسط سے زیادہ درجہ حرارت نے براہ راست مون سون کے موسم میں زیادہ بارش کو ہوا دی۔ اسی سال اگست میں، پاکستان کے کچھ صوبوں میں اوسط سے 700 فیصد زیادہ بارش ہوئی۔ دریائے سندھ جو ملک کی لمبائی میں بہتا ہے تیزی سے اپنے کناروں سے باہر نکل گیا جس سے 75,000 مربع کلومیٹر کے علاقے کی کمیونٹیز زیر آب آ گئیں۔ کم از کم 33 ملین افراد متاثر ہوئے اور 8 ملین بے گھر ہوئے۔ 2024 میں بھی اسی طرح کے حالات کا سامنا کرنا پڑا جب غیر معمولی گرمی نے شدید بارشوں کو جنم دیا۔ سیلاب نے 1.5 ملین سے زیادہ افراد کو متاثر کیا جن میں سے بہت سے صرف دو سال پہلے بے گھر ہوئے تھے۔

سرکاری رپورٹس کے مطابق 2022 کے سیلاب میں مرنے والوں کی تعداد 1,739 ہے جو ایک چونکا دینے والی تعداد ہے۔ لیکن اصل تعداد ممکنہ طور پر بہت زیادہ ہے۔ پاکستان میں 5 فیصد سے بھی کم اموات کسی بھی طرح سے ریکارڈ کی جاتی ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار صرف اچانک اموات جیسے ڈوبنے یا کرنٹ لگنے کا حساب رکھتے ہیں اور ان لوگوں کو شامل نہیں کرتے جو بے گھر ہونے کی ابتر حالت میں پنیے والی پانی یا مچھر سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے مر گئے۔ گرمی کی لہروں کے دوران اموات کے بارے میں ڈیٹا اور بھی کم قابل اعتماد ہے۔ 2022 میں جب صوبہ پنجاب جہاں 120 ملین نفوس رہتے ہیں کے کئی حصوں میں درجہ حرارت 50 ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ گیا تب بھی سرکاری طور پر گرمی سے متعلقہ اموات صفر ہی ریکارڈ کی گئیں۔

ڈیٹا میں ظاہر کرنے اور چھپانے کی طاقت ہوتی ہے وہ کچھ آبادیوں کو ظاہر اور دوسروں کو پوشیدہ بنا دیتا ہے۔ حکومت پاکستان کے موجودہ طرز عمل کے ساتھ بوڑھے افراد اور بہت چھوٹے بچے جو کہ سیلاب کے بعد پھیلنے والی بیماریوں کی اقسام سے سب سے زیادہ خطرے میں ہوتے ہیں اور انتہائی گرمی کو برداشت کرنے کی کم صلاحیت رکھتے ہیں ان کا غیر شمار ہونے کا سب سے زیادہ امکان ہے۔ پاکستان دنیا میں موسمیاتی تبدیلیوں سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے ممالک میں سے ایک ہے اور جب تک ہم یہ نہ سمجھیں کہ کن ممالک کو سب سے زیادہ خطرہ ہے تب تک پاکستان کی حکومت اور نہ ہی عالمی برادری اس نقصان کا ازالہ کرنا شروع کر سکتی ہے۔ اس رپورٹ کا مقصد موسمیاتی بحران سے ہونے والی کچھ ہلاکتوں پر روشنی ڈالنا ہے جن کا سرکاری ریکارڈ میں کوئی حساب نہیں ہے۔

مفید سرکاری اعداد و شمار کی عدم موجودگی میں ایمنسٹی انٹرنیشنل نے انٹس ہیلتھ اینڈ ہسپتال نیٹ ورک (آئی ایچ این این) ایک خیراتی ہسپتال نیٹ ورک جو پاکستان میں صحت کی مفت سہولیات فراہم کرتا ہے کے ساتھ یہ تحقیق کرنے کے لئے شراکت کی کہ کس طرح موسمیاتی تبدیلی صحت اور اموات کو متاثر کرتی ہے۔ آئی ایچ این این نے ایک شماریاتی مشاہداتی مطالعہ کیا جس میں 2022 میں پاکستان کے سیلاب یا گرمی کی لہر سے متاثرہ علاقوں میں اپنے تین ہسپتالوں میں اموات کے ڈیٹا کا تجزیہ کیا گیا۔ آئی ایچ این این نے پھر تجزیہ کیا کہ یہ اموات موسمیاتی تبدیلی سے متعلقہ اشاریوں جیسے اوسط سے زیادہ درجہ حرارت اور بارش سے کیسے منسلک ہیں۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے آئی ایچ این این کے ڈیٹا کے تجزیے کو مزید تقویت دینے کے لیے معیاری انٹرویوز کیے۔ اس میں شامل تھے: (1) ان لوگوں کے رشتہ داروں کے ساتھ انٹرویوز جو 2022 میں سیلاب یا گرمی کی لہر کے بعد آئی ایچ این این ہسپتالوں میں مر گئے تھے اور جن کی اموات کو ان واقعات سے ممکنہ طور پر جوڑا جا سکتا تھا؛ (2) ان لوگوں کے رشتہ داروں کے ساتھ انٹرویوز جو گھر پر اسی طرح کے حالات میں مر گئے تھے اور جن کی شناخت آئی ایچ این این کے کمیونٹی ہیلتھ ورکرز نے کی تھی تاکہ ہسپتال کے باہر مرنے والے لوگوں کی بڑی تعداد کا احاطہ کیا جا سکے؛ اور (3) ان لوگوں کے ساتھ انٹرویوز جو 2024 میں گرمی کی لہروں یا سیلاب سے متاثر ہوئے تھے، کچھ معاملات میں یہ ہسپتالوں کے عمومی دائرہ علاقوں سے باہر تھا تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ 2022 کا ڈیٹا موجودہ صورتحال سے متعلقہ رہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کی تحقیق اپریل 2024 اور جنوری 2025 کے درمیان ہوئی۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اس عرصے میں سندھ اور پنجاب صوبوں کا چار بار دورہ کیا۔ تنظیم نے کل 210 افراد کا انٹرویو کیا جن میں موسمی آفت کے بعد مرنے والے 90 افراد کے رشتہ دار بھی شامل تھے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے ان 60 افراد کا بھی انٹرویو کیا جن کی صحت سیلاب یا گرمی کی لہروں سے براہ راست متاثر تو ہوئی تھی لیکن وہ بچ گئے ان میں بہت سے بزرگ، معذور افراد، بچے اور حاملہ خواتین شامل تھیں۔ آخر میں تنظیم نے 21 صحت کی دیکھ بھال کرنے والے کارکنوں، 22 غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) کے رضاکاروں یا ملازمین اور 17 مقامی اور صوبائی سرکاری حکام سے بات کی۔

یہ رپورٹ ظاہر کرتی ہے کہ کس طرح اب عام حالات میں بھی پاکستان کا صحت کا نظام اپنی آبادی خاص طور پر بہت چھوٹے بچوں اور بوڑھے بالغوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ موسمی آفات ان موجودہ ساختی مسائل کو مزید بڑھا دیتی ہیں، جس سے بچے اور بوڑھے افراد اور بھی زیادہ خطرے میں پڑ جاتے ہیں۔ یہ رپورٹ بہت سے ایسے معاملات کو دستاویز کرتی ہے جن میں بہت چھوٹے بچے اور بوڑھے بالغ افراد وقت سے پہلے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے، ان میں سے اکثر اموات روکی جا سکتیں تھیں۔ ڈیٹا اکٹھا کرنے میں خلا ہونے کی وجہ سے بہت سی ناکامیوں کو دور کرنے کی کوششوں میں رکاوٹ آتی ہیں۔

بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون کے تحت ریاستیں زندگی کے حق اور صحت کے حق کا احترام کرنے کی پابند ہیں۔ اگرچہ پاکستان 2022 سے آفات کے ردعمل میں کچھ قابل ذکر بہتری لایا ہے لیکن یہ اب بھی بہت سے لوگوں خاص طور پر سب سے کم عمر اور سب سے بوڑھے افراد کے لیے گرمی کی لہروں یا سیلاب کے دوران ان کے حقوق کے تحفظ میں ناکام ہے۔ اس رپورٹ میں بہت سی سفارشات شامل ہیں کہ پاکستان کس طرح اپنے صحت اور آفات سے نمٹنے کے نظام کو موسمی آفات کے لیے زیادہ جُست بنانے کے لیے توانا کر سکتا ہے۔

لیکن بالآخر پاکستان یہ اکیلے نہیں کر سکتا۔ دوسرے ممالک جنہوں نے تاریخی طور پر بہت زیادہ گرین ہاؤس گیس خارج کی ہیں دیگر ممالک جو تاریخی طور پر زیادہ گرین ہاؤس گیس خارج کرتے رہے ہیں انہوں نے جو نقصان پہنچایا ہے اس کی ذمہ داری قبول کرنی چاہیے۔ ان ریاستوں کو سمجھنا چاہیے کہ فوسل فیول کے نکالنے، پیداوار اور استعمال کو مرحلہ وار ختم کرنے میں ناکامی - جو عالمی حدت کا بنیادی محرک ہے - نہ صرف ان کی اپنی آبادیوں بلکہ پوری دنیا کے بچوں اور بوڑھے افراد کی زندگی اور صحت کے حقوق کو خطرہ لاحق کرتی ہے۔

بچے اور بوڑھے افراد کیوں

چھوٹے بچے اور بوڑھے افراد سیلاب اور شدید گرمی سے سب سے زیادہ خطرے میں ہیں۔

جیسے جیسے ہماری عمر بڑھتی ہے جسم کی درجہ حرارت کو منظم کرنے کی صلاحیت کمزور ہوتی جاتی ہے۔ یہ تبدیلیاں 40 سال کی عمر سے ہی قابل شناخت ہوتی ہیں لیکن زیادہ تر لوگوں میں 50 کی دہائی کے وسط سے ظاہر ہوتی ہیں۔ دنیا بھر کے مطالعات نے بار بار دکھایا ہے کہ بوڑھے افراد شدید گرمی کے ضمن میں سب سے زیادہ کمزور گروہ ہیں۔ یورپ میں 2022 میں 60,000 افراد گرمی سے

متعلقہ وجوہات کی بنا پر ہلاک ہوئے لیکن یہ نقصان یکساں طور پر تقسیم نہیں ہوا تھا: 65-79 سال کی عمر کے افراد نوجوانوں کی نسبت تین گنا زیادہ شرح سے مرے اور 80 سال سے زیادہ عمر کے افراد کے لیے یہ شرح سو گنا زیادہ تھی۔ ایک معروف طبی جریدے دی لانسٹ نے پایا کہ اگر ریاستیں اخراج کو کم کرنے کے لیے ڈرامائی اقدامات نہیں کرتیں تو 65 سال سے زیادہ عمر کے افراد میں سالانہ اموات کی شرح 2041 تک 433 فیصد بڑھنے کے راستے پر ہیں۔ اسی طرح چھوٹے بچے اور خاص طور پر شیر خوار بچے جو بالغوں کی طرح مؤثر طریقے سے پسینہ پیدا نہیں کرتے یا جسمانی درجہ حرارت کی ترتیب نہیں کر پاتے وہ پانی کی کمی اور گرمی سے متعلقہ بیماریوں کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ شدید گرمی شیر خوار بچوں کی موت کا خطرہ بڑھاتی ہے اور کم وزن اور قبل از وقت پیدائش کا باعث بن سکتی ہے۔

عام طور پر عالمی حدت آب و ہوا کو طیفیلیوں کے لیے زیادہ سازگار بناتی ہے اور زیادہ بار بار آنے والے شدید سیلاب ایسے حالات پیدا کرتے ہیں جہاں مچھر اور پانی سے پیدا ہونے والی اور سانس کی بیماریاں زیادہ آسانی سے پھیلتی ہیں۔ بوڑھے افراد اور بچے ان بیماریوں سے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ عالمی سطح پر مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ ملیریا اور ڈینگی سے ہونے والی اموات میں سب سے بڑا حصہ بہت چھوٹے بچے اور بوڑھے بالغ افراد کا ہے۔ 2016 میں اسپال سے مرنے والے 1.6 ملین افراد میں سے — جو اکثر سیلاب کے بعد پینے کے صاف پانی تک رسائی کی کمی کی وجہ سے بڑھ جاتا ہے — 28 فیصد پانچ سال سے کم عمر کے بچے تھے اور 43 فیصد 70 سال سے زیادہ عمر کے بالغ تھے۔ بہت چھوٹے بچے اور بوڑھے بالغ افراد بھی سانس کے انفیکشن سے شدید نتائج کا سامنا کرنے کا زیادہ امکان رکھتے ہیں۔

چھوٹے بچوں اور معمر افراد کی زندگیوں اور صحت پر غیر متناسب اثرات کے باوجود انہیں اکثر آب و ہوا کی آفات کے ردعمل میں مناسب طور پر شامل نہیں کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں یہ بات بچوں کے بارے میں سچ ہے جو تقریباً نصف آبادی پر مشتمل ہے اور یہ خاص طور پر 60 سال سے زیادہ عمر کے بالغوں کے لیے بھی ہے جن کا آبادی میں حصہ آج 6.7 فیصد سے بڑھ کر 2050 تک 13 فیصد ہو جائے گا۔ جب کہ پاکستان کو ماضی میں بچوں کی صحت کے اہم اشاریوں جیسے کہ شیر خوار بچوں کی اموات پر سروے کرنے کے لیے بین الاقوامی عطیہ دہندگان سے مدد ملی ہے پر دیگر ڈیٹا اکٹھا کرنے میں 50 سال سے زیادہ عمر کے بالغوں کو بڑی حد تک خارج کر دیا گیا ہے۔ ملک میں بوڑھے افراد کی صحت یا بہبود کے بارے میں عملی طور پر کوئی معلومات نہیں ہیں اور بچوں کے معاملے میں یونیسیف کی موجودگی کے برعکس کوئی بین الاقوامی ایجنسیاں خاص طور پر بوڑھے افراد کو نمایاں اور انکی شمولیت کے لیے لاینگ کے لیے وقف نہیں ہیں۔

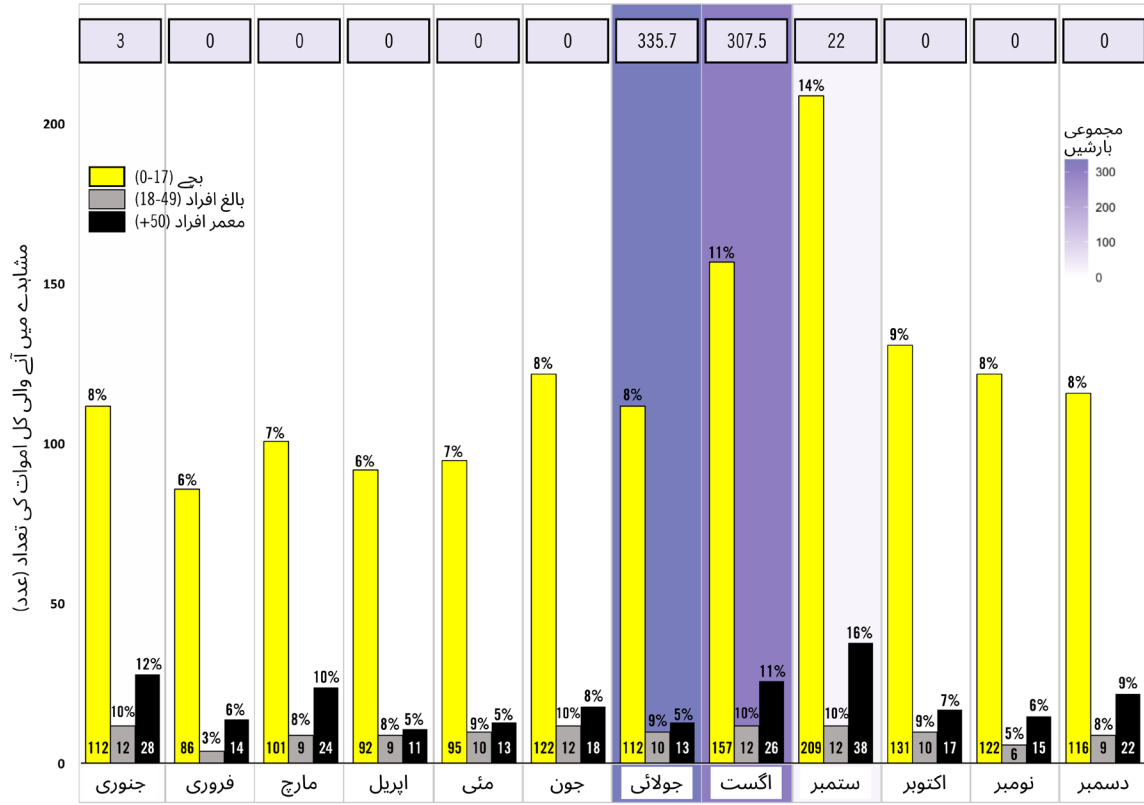
سیلاب اور گرمی کی لہر کی پوشیدہ اموات

آئی ایچ این 2 ملین نفوس کی آبادی والے ضلع بدین میں سب سے بڑی ہسپتال کی سہولت چلاتا ہے۔ جنوبی سندھ میں دریائے سندھ کے دہانے کے قریب واقع بدین میں نہروں اور نالوں کا ایک نیٹ ورک ہے جن کا مقصد سیلاب کے دوران پانی کا نکاس کرنا ہے۔ لیکن 2022 میں بارش کی غیر معمولی مقدار نے اس نظام کو مغلوب کر دیا، اور پانی معمول سے زیادہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ خاندان ہفتوں اور بعض اوقات مہینوں تک بے گھر رہے۔ بے سروسامانی کی حالت میں ان کے پاس اکثر پینے کے پانی تک رسائی نہیں تھی اور انہیں کھانے کے لیے مناسب مقدار میں خوراک تلاش کرنے کی جدوجہد کرنا پڑی۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے گھروں کو واپس لوٹے تو اردگرد کھڑا سیلابی پانی صحت کے لیے ایک اہم خطرہ بنا رہا۔

ستمبر 2022 میں جولائی اور اگست میں شدید بارشوں کے بعد، آئی ایچ این کے بدین ہسپتال میں رجسٹرڈ اموات اس سال کی ماہانہ اوسط سے 71 فیصد زیادہ تھیں۔ بچے خاص طور پر زد پر تھے۔ اگرچہ یہ معاملہ سال بھر چلا 2022- میں بچوں کی مشاہدہ شدہ اموات اس مرکز میں ہونے والی اموات کا 80 فیصد تھیں (شکل نمبر 1) - یہ سیلاب کے بعد کی مدت میں اور بھی زیادہ نمایاں تھا۔ ستمبر میں بچوں میں اموات 209 تک پہنچ گئیں جو اس سال بچوں میں ریکارڈ کی گئی تمام اموات کا 14 فیصد تھیں۔ 2022 کی پہلی دو سہ ماہیوں کے مقابلے میں تیسری سہ ماہی میں، وہ مہینے جو سیلاب اور اس کے بعد کے اثرات سے غالب تھے، میں بچوں میں ریکارڈ شدہ اموات میں

57 فیصد اضافہ ہوا۔ اموات میں سب سے زیادہ اضافہ بہت چھوٹے بچوں یا پانچ سال سے کم عمر کے بچوں میں ہوا جن میں سب سے زیادہ عام وجوہات نوزائیدہ صحت اور متعدی بیماریاں تھیں۔

بوڑھے افراد بھی سیلاب کے بعد منفرد خطرے میں دکھائی دیتے تھے۔ اس صحت مرکز میں مرنے والے 50 سال سے زیادہ عمر کے افراد کی تعداد اگرچہ مجموعی طور پر بچوں میں رجسٹرڈ اموات سے بہت کم تھیں لیکن جولائی میں 13 سے تین گنا بڑھ کر ستمبر میں 38 (16 فیصد) ہو گئی۔ اس کے مقابلے میں 18-49 سال کی عمر کے بالغوں میں مشاہدہ شدہ اموات سیلاب کے دوران یا بعد میں نمایاں طور پر نہیں بڑھیں۔



شکل 1۔ یہ بار گراف 2022 میں ہر عمر کے گروپ اور مہینے میں آئی ایچ این کی بدین سہولت میں ہونے والی اموات کی مجموعی تعداد کو ظاہر کرتا ہے۔ ہر بار کا رنگ عمر کے گروپ کی نشاندہی کرتا ہے: بچے (0-17) (پیلا)، بالغ (18-49) (سرمئی) اور بوڑھے افراد (سیاہ)۔ ہر بار کی اونچائی اس عمر کے گروپ اور مہینے کے لئے اموات کی مشاہدہ شدہ تعداد کی نشاندہی کرتی ہے۔ مشاہدے میں آنے والی اموات کی یہ کل تعداد بھی ہر بار کے نچلے حصے میں دی گئی ہے، جبکہ ہر عمر کے گروپ میں مشاہدے میں آنے والی اموات کا فیصد ہر بار کے اوپری حصے میں دکھایا گیا ہے۔ ہر بار کا پس منظر ہر ماہ ہونے والی بارش کی کل مقدار (ملی میٹر میں) کے مطابق رنگ دار ہوتا ہے جس میں جولائی اور اگست میں سیلاب کی انتہائی مقدار کو اجاگر کیا جاتا ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے ایسے درجنوں خاندانوں کا انٹرویو کیا جن کے رشتہ دار سیلاب کے بعد بیماری سے مر گئے تھے اور وجہ مرگ سانس کی بیماری اور پانی اور مچھر سے پیدا ہونے والی جیسی بیماریاں تھیں۔ سیلاب کے بعد کی مدت میں پاکستان میں عام طور پر ملیریا، ڈینگی، ہیضہ اور گیسٹرو اینٹرائٹس تقریباً ہر جگہ ہی بڑھ گئے جس سے صحت عامہ کے شعبہ میں دہائیوں کے اقدامات کی پیش رفت زمین بوس ہو گئی۔

32 سالہ سینا نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو بتایا کہ وہ 2022 کے سیلاب کے دوران اپنے تین بچوں کے ساتھ بدین ضلع میں اپنے گاؤں کے قریب ایک اونچی سڑک پر بے گھر ہو گئی تھیں۔ خاندان نے چار چارپائیاں - لکڑی کے فریموں والے بئے ہوئے بستر - ایک دوسرے کے ساتھ کھڑی کر کے اور اوپر پلاسٹک کا تریال ڈال کر پناہ گاہ بنانے کی کوشش کی۔ ان کا کہنا تھا کہ ”ہم مکمل طور پر گیلیے تھے اور اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تھے“

جلد ہی سیٹا کی ایک سالہ بیٹی کرینہ کو شدید کھانسی ہو گئی۔ وہ ہفتوں تک کھانستی رہی، لیکن سیلاب کی وجہ سے خاندان کے پاس اسے ڈاکٹر کے پاس لے جانے کے لیے کوئی سواری نہیں تھی۔ بالآخر وہ اسے آئی ایچ این کی بدین مرکز میں لانے میں کامیاب ہوئے جہاں اسے پانچ دن کے لیے داخل کیا گیا۔ آکسیجن، نس میں ٹریس، اور دیگر ادویات ملنے کے باوجود وہ صحت یاب نہ ہو سکی۔ 27 اگست 2022 کو وہ شدید سانس کی تکلیف سے وفات پا گئی۔ سیٹا نے کہا: ”جس دن اسکا انتقال ہوا میں اس کے بستر کے پاس تھی۔ وہ ہوش کھو رہی تھی اور آنکھیں بند کر رہی تھی۔ میں نے اپنے شوہر کے لیے چیخ ماری اور نرس مجھے آئی سی یو سے باہر کھینچ رہی تھی... میں شدید تکلیف میں تھی۔“

اس کے علاوہ دائمی امراض والے افراد جن میں سے بہت سے بوڑھے تھے معمول کی صحت کی دیکھ بھال تک رسائی حاصل نہیں کر سکے جس کے بعض اوقات مہلک نتائج برآمد ہوئے۔ مثال کے طور پر 62 سالہ یعقوب خان اپنے پاؤں میں ذیابیطس کے زخموں کا علاج نہیں کروا سکے اور 8 ستمبر 2022 کو آئی ایچ این کے بدین مرکز میں گینگرین کی بنا پر خون میں زہر پھیلنے سے انتقال کر گئے۔ ان کے بھتیجے نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو بتایا: ”زیادہ تر وقت جب انہیں [ذیابیطس کے] زخم ہوتے تھے تو وہ ڈاکٹر کے پاس جاتے تھے۔ انہیں دوائیں ملتیں۔ لیکن ہم ایک دور دراز علاقے میں رہتے ہیں سیلاب کے دوران تمام سڑکیں بند تھیں۔“

بدقسمتی سے جب دو سال بعد سیلاب دوبارہ آیا، صحت کے مسائل جو لوگوں کو 2022 میں درپیش تھے بہتر نہیں ہوئے تھے۔ ستمبر 2024 میں ایمنسٹی انٹرنیشنل نے سندھ صوبے میں آٹھ سیلاب سے متاثرہ کمیونٹیز کا دورہ کیا جو اگرچہ 2022 کے سیلاب کی طرح وسیع نہیں تھے لیکن 2024 کے سیلاب نے پھر بھی صرف سندھ میں 140,000 افراد کو بے گھر کر دیا۔

پہلے کی طرح بوڑھے افراد اور بہت چھوٹے بچے مچھر اور پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کے بے قابو پھیلاؤ کے درمیان سب سے سنگین صحت کے خطرات کا سامنا کر رہے تھے۔ ایک 61 سالہ کسان حاجی ستمبر 2024 میں سیلاب سے بے گھر ہونے کے بعد 20 دن تک اسپتال کا شکار رہے۔ اس سے ان کی صحت کافی کمزور ہو گئی تھی اور وہ اب چلنے پھرنے سے قاصر تھے۔ ان کے بیٹے خالد حسین نے کہا: ”ہم سیلاب کا پانی پی رہے تھے۔ حکومت نے ہمیں ایک خیمہ فراہم کیا اور کچھ نہیں۔۔۔ سیلاب سے پہلے وہ صحت مند اور تندرست تھے۔ اب وہ بغیر مدد کے کھانا بھی نہیں کھا سکتے۔“

پانی اور مچھر سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے متعلق مسائل سندھ میں، دریائے سندھ کے سرے پر زیادہ نمایاں تھے کیونکہ سیلابی پانی کئی مہینوں تک کھڑا رہا۔ دریا میں اوپر کی طرف صوبہ پنجاب کے مظفر گڑھ میں آئی ایچ این کے مرکز میں ایک مختلف رجحان سامنے آیا۔ وہاں سیلاب نسبتاً تیزی سے آیا اور چلا گیا۔ خاندان کم مدت کے لیے بے گھر ہوئے، ان کے گھر اور زمین کم شدت سے زیر آب رہیں۔ مظفر گڑھ میں آئی ایچ این نے پایا کہ ان کے مرکز میں ہونے والی اموات کی تعداد سیلاب کے دوران اور بعد میں نسبتاً ٹھیک تھی۔

سیلاب کے علاوہ 2022 اور 2024 میں پاکستان شدید درجہ حرارت کی زد پر تھا۔ 2022 میں ملک کے بیشتر حصوں میں درجہ حرارت 50 ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ گیا۔ 2024 میں پھر بھی ہوا۔ یہ خاص طور پر کراچی جیسے شہری علاقوں میں مہلک ثابت ہوا: وہاں درجہ حرارت 40 ڈگری سینٹی گریڈ سے زیادہ تک پہنچ گیا جو 70 فیصد سے زیادہ نمی کے ساتھ مل کر انسانی برداشت کی حدوں کو چھو گیا۔ اگرچہ گرمی کی لہر سیلاب کی نسبت نظر میں کم لگتی ہے لیکن اس نے متاثرہ افراد کی صحت اور ذریعہ معاش پر بڑا اثر ڈالا۔

اگرچہ آئی ایچ این کے مشاہداتی ڈیٹا میں شہری علاقوں کے مراکز شامل نہیں تھے، ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کراچی میں درجنوں انٹرویوز کیے تاکہ یہ سمجھا جا سکے کہ گرمی کی لہر نے لوگوں کی صحت کو کس طرح متاثر کیا تھا۔ جب کہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق 2024 کی گرمی کی لہر کے دوران کراچی میں 56 اموات ہوئیں غیر سرکاری تنظیموں کا خیال تھا کہ تعداد اس سے زیادہ تھی۔ ایدیہ فاؤنڈیشن جو ایک خیراتی ایمبولینس اور مردہ خانہ کی خدمات فراہم کرتی ہے نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو بتایا کہ وہ عام طور پر روزانہ 60 لاشیں اپنے کراچی کے مردہ خانوں میں منتقل کرتے تھے لیکن جون اور جولائی 2024 میں یہ تعداد تقریباً 100 سے تجاوز کر گئی جو 28 جون کو 141 تک پہنچ گئی۔ انہوں نے گرمی سے متعلق علامات والے سینکڑوں مریضوں کو ہسپتالوں میں بھی منتقل کیا۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے ان آٹھ افراد کے رشتہ داروں کا انٹرویو کیا جو جون اور جولائی 2024 میں کراچی میں ایسی حالتوں سے مر گئے تھے جن کا شدید گرمی سے معتبر طور پر تعلق قائم کیا جا سکتا تھا لیکن جن کی اموات کو گرمی سے متعلق کے طور پر رجسٹر نہیں کیا گیا۔ یہ تمام لوگ 50 سال سے زیادہ عمر کے تھے اور خطرناک گرمی کے حالات کے باوجود کام جاری رکھنے پر مجبور تھے۔ 55 سالہ سیکورٹی گارڈ ابراہیم ثنیف عبدل جو ہفتے کے ساتوں دن 12 گھنٹے کی شفٹوں میں باہر کام کرتے تھے 26 جون 2024 کو انتقال کر گئے۔ ان کی موت کے دن کا بتاتے ہوئے ان کے بھائی نے کہا:

”[ان کے ساتھی کارکنوں نے] مجھے فون کیا کیونکہ ابراہیم ٹھیک نہیں تھے یہ کہتے ہوئے کہ وہ بے ہوش ہونے والے ہیں۔ جب میں وہاں پہنچا، ... وہ بات کرنے سے قاصر تھے۔ انہوں نے کہا، ”مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔“

ہسپتال کے مختصر سفر کے دوران ابراہیم کی حرکت قلب بند ہو گئی۔ ڈاکٹر نے انہیں پہنچنے پر مردہ قرار دیا اور ان کی موت کی وجہ دل کا دورہ قرار دیا۔ مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ شدید گرمی قلبی نظام پر دباؤ ڈالتی ہے جس سے دل کا دورہ یا فالج ہوتا ہے۔

آئی ایچ ایچ این نے اپنے مراکز میں گرمی کی لہر کے دوران اموات کے بارے میں ڈیٹا اکٹھا کیا جو جیسا کہ نوٹ کیا گیا ہے سبھی دیہی علاقوں میں تھیں۔ تاہم ڈیٹا میں بلند درجہ حرارت اور مشاہدہ شدہ اموات کے درمیان کوئی تعلق نہیں پایا گیا حتیٰ کہ مظفر گڑھ اور بھونگ مراکز میں بھی نہیں پایا گیا جن جگہوں نے 2022 میں بے مثال گرمی کا سامنا کیا تھا۔ اس کی وجہ دیہی علاقوں میں لوگوں کو سایہ اور ٹھنڈک کے دیگر طریقوں تک بہتر رسائی ہو سکتی ہے جس سے وہ شہری آبادیوں کے مقابلے میں گرمی سے زیادہ محفوظ ہو سکتے ہیں۔ اس کے باوجود ایسا لگتا ہے کہ دیہی علاقوں میں لوگ زیادہ تر اس بات سے بے خبر تھے کہ شدید گرمی کے دوران کن علامات پر نظر رکھنی ہے اور اس بنا پر گرمی سے متعلق بیماری سے متاثرہ رشتہ دار کو ہمیشہ ہسپتال نہیں لے گئے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے ہسپتالوں کے عمومی دائرہ علاقوں میں 16 افراد کے رشتہ داروں کا انٹرویو کیا جن کی اموات 2022 میں شدید گرمی کے دوران ہوئیں اور جن کا تعلق گرمی سے متعلقہ وجوہات سے معتبر طور پر جوڑا جا سکتا تھا۔ ان میں سے زیادہ تر معاملات میں متاثرہ شخص ہسپتال کے باہر فوت ہو گیا تھا اور ان کی اموات ریکارڈ نہیں کی گئی تھیں۔

آئی ایچ ایچ این اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی طرف سے جمع کی گئی معلومات حکومت پاکستان کی معلومات سے مختلف تصویر پیش کرتی ہیں جو سیلاب یا گرمی کی لہروں کے دوران اموات کو درست طریقے سے ریکارڈ کرنے میں ناکام رہتی ہے۔ اپنے ہی اندازوں کے مطابق پاکستان حکومت ملک میں 5 فیصد سے بھی کم اموات کے بارے میں معلومات اکٹھی کرتی ہے۔ 17 صوبائی اور مقامی سرکاری حکام کے ساتھ انٹرویوز میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کو معلوم ہوا کہ ڈیٹا اکٹھا کرنے میں بہت سی رکاوٹیں تھیں۔ اول ہسپتال کے ریکارڈز اموات کے ریکارڈز سے منسلک نہیں ہیں۔ اگر کوئی اپنے رشتہ دار کی موت کی اطلاع دینا چاہتا ہے تو اسے الگ سے اپنی مقامی حکومت سے رجوع کرنا ہوگا اور ڈیٹہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنا ہوگا جو وہ عام طور پر صرف اس وقت کرتے ہیں جب جائیداد یا زمین کی وراثت کا معاملہ ہو۔

مزید جو سرکاری ڈیٹا موجود ہے وہ بھی عمر، جنس، یا یہاں تک کہ وجہ موت کی بنا پر الگ نہیں کیا گیا ہے: ایمنسٹی انٹرنیشنل کی طرف سے دیکھے گئے ہر ڈیٹہ سرٹیفکیٹ میں کہا گیا ہے کہ موت کی وجہ ”قدرتی“ تھی اور قسم ”معمول“ تھی یہاں تک کہ جب شخص واضح طور پر ڈوبنے یا شدید موسم کے دیگر اثرات سے مرا تھا۔ آخر میں لوگوں کو موت کا اندراج کروانے کے لیے فیس ادا کرنی پڑتی تھی اور دیہی علاقوں میں زیادہ تر لوگوں کو نقل و حمل کے اخراجات ادا کرنے پڑتے تھے اور ان لوگوں کے لیے جو پڑھے لکھے نہیں تھے کسی ایسے شخص کو اضافی فیس ادا کرنی پڑتی تھی جو کاغذی کارروائی مکمل کرنے میں ان کی مدد کر سکے۔ یہ بات قابل فہم ہے کہ لوگوں کی بڑی اکثریت کے لیے موت کا اندراج کروانے کی دوڑ دھوپ بے سود ہوتی ہے۔ لہذا فی الحال سرکاری ڈیٹا پاکستان میں موسمیاتی بحران کے انسانی نقصان کا احاطہ کرنے کے قابل نہیں ہے۔

صحت عامہ کا نظام انتہائی دباؤ میں

پاکستان کا صحت کا نظام غیر ہنگامی اوقات میں بھی ناکافی فنڈز کا حامل اور حد سے زیادہ بوجھل ہے۔ لیکن جب کوئی سیلاب یا گرمی کی لہر آتی ہے تو یہ نظام اور بھی زیادہ دباؤ میں آ جاتا ہے اور عام طور پر علاج کے متلاشی افراد کو مناسب دیکھ بھال فراہم کرنے میں ناکام رہتا ہے۔

عالمی ادارہ صحت کے مطابق پاکستان میں 2,000 صحت کی سہولیات فراہمی مراکز - یا کل کا 13 فیصد - کو 2022 کے سیلاب میں نقصان پہنچا یا تباہ ہو گئیں۔ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں سڑکیں بھنوں اور بعض اوقات مہینوں تک ناقابل عبور تھیں۔ جب لوگوں کو صحت کی سہولت فراہم کرنے والے مرکز تک پہنچنے کی ضرورت پڑی تو انہیں بچوں یا بوڑھے افراد کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر یا بازوؤں میں سمیٹ کر کئی کلومیٹر پیدل چلنا پڑا۔ انہی دستیابی کی صورت میں کشتیوں یا دیگر سواریوں کے لیے بے تحاشا رقوم ادا کرنی پڑی۔

جبکہ صحت عامہ تک رسائی حاصل کرنے میں ناکامی تمام گروہوں کے لیے ایک مسئلہ تھی لیکن بوڑھے افراد جنہیں اکثر دائمی امراض ہوتے ہیں اور جن کے لیے باقاعدہ ادویات یا علاج کی ضرورت ہوتی ہے انہیں منفرد نقصان پہنچا۔ عاقل نادھجن کی عمر 60 سال سے زیادہ ہے اور ذیابیطس کی مریضہ ہیں وہ ذرائع نقل و حمل کی کمی اور خاندان کی مالی رکاوٹوں کی وجہ سے 2022 کے سیلاب کے بعد تقریباً تین ماہ تک ڈاکٹر سے ملنے سے قاصر رہیں۔ انہوں نے کہا:

”ڈاکٹر نے مجھے ہر روز پٹی تبدیل کرنے کے لیے آنے کو کہا لیکن میں وہاں نہیں پہنچ سکی۔۔۔ میرا پاؤں کالا ہو گیا اور سوج گیا تھا۔ بالآخر میں شدید درد کی وجہ سے ہسپتال گئی تو ڈاکٹروں نے کہا کہ انہیں اسے کاٹنا پڑے گا۔“

گرمی کی لہریں ہسپتالوں کو تباہ نہیں کرتیں یا سیلاب کی طرح آمد و رفت میں رکاوٹیں پیدا نہیں کرتیں۔ لیکن وہ آسانی سے ہسپتالوں کو انکی استطاعت کی انتہا پر لا سکتی ہیں جیسا کہ 2024 کے موسم گرما میں کراچی کی گرمی کی لہر کے دوران ہوا تھا۔ چھوٹے پرائمری اور سیکنڈری کیئر کلینک گرمی کی تھکن یا ہیٹ اسٹروک کا سامنا کرنے والے لوگوں سے نمٹنے کے لیے تیار نہیں لگتے تھے جس سے مریض شہر کے بڑے ہسپتالوں کی طرف بھیجے جا رہے تھے جو جلد ہی مغلوب ہو گئے۔

کراچی میں ایک شخص نے بتایا کہ کس طرح اس کے 65 سالہ والد طویل بجلي کی بندش کے درمیان گرمی کی تھکاوٹ کے آثار دکھانے لگے: ان کا کہنا تھا کہ ”جب ہم نے ان کے جلد کو چھوا تو ایسا لگا جیسے آپ نے اپنا ہاتھ ابھی استری کیے ہوئے کپڑے پر رکھا ہو۔“ 25 جون 2024 کو دوپہر 2 بجے کے قریب جب اس شخص کی حالت کافی بگڑ گئی تو خاندان اسے قریبی پرائمری کیئر کلینک لے گیا لیکن اسے واپس بھیج دیا گیا۔ ان کے بیٹے نے کہا: ”ان کا جسم گرم اور آنکھیں کھلی تھیں لیکن وہ بہت بھاری سانس لے رہے تھے اور حرکت نہیں کر رہے تھے۔۔۔ کلینک نے ہمیں انہیں ایک بڑے ہسپتال میں منتقل کرنے کو کہا کیونکہ ان کی حالت بہت نازک تھی۔“

اس شخص کو بڑے ہسپتال لے جانے کے لیے کوئی سرکاری ایمبولینس دستیاب نہیں تھی اور یہاں تک کہ خیراتی تنظیمیں بھی فوری طور پر بھیجنے سے قاصر تھیں۔ خاندان نے آخر کار ایک نجی ایمبولینس ڈھونڈ لی لیکن وہ شخص شام 5 بجے کے قریب ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ گیا۔

کراچی کے سب سے بڑے سرکاری ہسپتالوں میں سے ایک جناح پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سینٹر کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر شہد رسول نے کہا کہ اگرچہ ہسپتال نے ہیٹ اسٹروک کے مریضوں سے نمٹنے کے لیے ایک خصوصی وارڈ قائم کیا تھا، لیکن علاج کے خواہاں لوگوں کی اتنی بڑی تعداد ایک چیلنج تھی

”ہمیں عام پریکٹیشنرز کی طبی تعلیم یا تربیت کی ضرورت ہے کہ گرمی کی لہروں سے کیسے نمٹا جائے اور حکومت انہیں [گرمی سے متعلقہ بیماریوں کے لیے] ادویات کے ساتھ سبسڈی دے۔ آخر کار وہ دفاع کی پہلی لائن ہیں۔“

سیلاب اور گرمی کی لہروں نے پاکستان کے صحت کے نظام میں موجودہ خلا کو بڑھایا ہے۔ زیادہ تر بین الاقوامی معیارات کے مطابق ممالک کو عالمگیر صحت سہولیات کو یقینی بنانے کے لیے اپنی مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کا 5-6 فیصد یا اپنے بجٹ کا 15 فیصد صحت پر خرچ کرنا چاہیے۔ پاکستان نے 2021 میں اپنی جی ڈی پی کا صرف 1.11 فیصد یعنی اپنے بجٹ کا تقریباً 6 فیصد صحت پر خرچ کیا۔ اس کی وجہ سے عملے اور بستروں کی ناکافی تعداد ہے اور اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ صحت عامہ کے مراکز بھی ناکافی ہیں جس سے لوگوں کو علاج معالجے تک رسائی کے لیے طویل فاصلے طے کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں بہت سے لوگوں کو صحت کی دیکھ بھال کے لیے اپنی جیب سے بھی کافی اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ موسمی آفات سے متاثرہ خاندانوں نے اکثر اپنے پیاروں کے علاج کے لیے اچھی خاصی رقم ادا کرنے کا بتایا اور کئی لوگوں نے بتایا کہ علاج کے اخراجات برداشت کرنے کے لیے انہیں قرض لینا پڑا۔

یہ خاص طور پر بوڑھے افراد کے لیے سچ تھا جن کی صحت کی دیکھ بھال کو زیادہ امکان تھا کہ ترجیح نہیں دی جاتی کیونکہ انہیں معاشرتی معیارات کے مطابق 'پیداواری' نہیں سمجھا جاتا۔ ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز صوبہ پنجاب ڈاکٹر خالد محمود نے کہا:

”70 سال کے بعد کوئی آپ کی پرواہ نہیں کرتا۔ کیونکہ [ڈاکٹر] [ایک بوڑھے شخص] سے پیسے نہیں لے سکتے، وہ اب ایک بیکار شے ہے۔“

آفات کا رد عمل

2022 میں سیلاب کے دوران بہت سے لوگوں نے کہا کہ انہیں آنے والی آفت کے پیمانے کے بارے میں کوئی انتباہ نہیں ملا تھا۔ ایک شخص نے سیلاب کو ”اچانک حملہ“ قرار دیا۔ ابتدائی انتباہات کی کمی نے قیمتی جانیں نگل لیں جن میں بہت سے بچے بھی شامل تھے جو بعض اوقات جلد بازی میں ہونے والے انخلاء کے دوران پیچھے رہ گئے یا کھو گئے۔ 66 سالہ خاتون چانڈیو اپنے خاندان کے ساتھ دادو ضلع میں اپنے گھر سے بھاگ رہی تھیں ان میں ان کی چھ سالہ پوتی کوثر بھی شامل تھی جو انخلاء کے دوران ڈوب گئی:

”اچانک پانی ہمارے گھر کے چاروں طرف تھا۔ ہم مدد کے لیے چیخنے اور رونے لگے۔ مقامی ماہی گیر آئے اور ہماری مدد کی۔... ہر کوئی کشتی میں تھا اور گھیرا رہا تھا۔... [کوثر] باہر گر گئی۔“

2022 کے بعد سے حکومت عوام کو شدید موسمی واقعات کے بارے میں ابتدائی انتباہ دینے میں قابل ذکر بہتری لائی ہے جس میں ٹیکسٹ میسج، خودکار فون کالز کے ساتھ ساتھ متاثرہ علاقوں میں ذاتی طور پر دورے یا مساجد کے اعلانات شامل ہیں۔ مثال کے طور پر خیبر پختونخوا کے وہ رہائشی جو اپریل 2024 کے سیلاب سے متاثر ہونے والے علاقوں میں تھے انہوں نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو بتایا کہ ان انتباہوں نے ان کی برادریوں میں زندگیاں بچانے میں مدد کی۔

2022 اور 2024 دونوں میں انسانی ہمدردی کے اقدامات لوگوں کی ضروریات سے کافی کم رہے ہیں۔ 2022 میں سندھ میں 7.1 ملین بے گھر افراد میں سے صرف 2.5 ملین باضابطہ بے گھر کیمپوں تک پہنچے۔ باقی لوگ سڑک کے کنارے سیلابی پانی میں پھنسے ہوئے تھے۔ صوبہ سندھ کے شہر خورواہ سے تعلق رکھنے والے آئی ایچ این کے ایک اہلکار نے بتایا کہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں سرکاری امداد پہنچنے میں 15 دن سے زائد کا وقت لگا اس دوران لوگ اپنے سیلاب زدہ گھروں سے جو بھی کھانا بچایا اس پر زندہ رہے۔ غیر سرکاری تنظیموں کا کہنا ہے کہ انہیں بھی اسی طرح دور دراز علاقوں میں لوگوں تک امداد پہنچانے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ ان کے پاس کشتیاں نہیں تھیں اور انہیں کرایہ پر لینا انتہائی مہنگا تھا۔

جب سیلاب سے متاثرہ لوگ باضابطہ بے گھر کیمپوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے تو امداد کی تقسیم افراتفری کا شکار تھی اور حالات مضر صحت تھے۔ دادو ضلع میں اپنے گھر سے بے گھر کیمپ میں جانے والے ایک شخص نے کہا: ”این جی او کے لوگ ٹرکوں پر

راشن کیمپوں کے داخلی دروازوں پر لا رہے تھے۔ دروازوں کے قریب رہنے والے لوگ انہیں لوٹ لیتے تھے اس لیے ہم [دروازوں سے آگے رہنے والے] انہیں وصول کرنے سے قاصر تھے۔“

گرمی کی لہروں کے جواب میں اقدامات سیلاب کے مقابلے میں کافی کمزور ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی سالوں سے رپورٹ کے عین مطابق گرمی کی لہروں کے انتظام کے منصوبے تمام صوبوں میں موجود نہیں ہیں۔ اگرچہ زیادہ تر گرمی سے متعلق اموات کو روکا جا سکتا ہے تقریباً تمام انٹرویو دینے والوں نے کہا کہ انہیں ایسی کوئی جگہ نہیں معلوم جہاں وہ شدید گرمی کے دوران اپنے آپ کو ٹھنڈا رکھنے کے لیے جا سکیں۔ مثال کے طور پر کراچی میں 2024 کی ہیٹ ویو کے دوران، سندھ صوبائی ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی نے انسانی امدادی تنظیموں کے ساتھ مل کر صوبے بھر میں 1,800 سے زائد ”ہیٹ اسٹیبلنائزیشن کیمپ“ (ٹھنڈے مراکز) قائم کیے جن میں سے 352 کراچی میں تھے۔ لیکن کراچی میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کے انٹرویو کیے گئے زیادہ تر لوگوں کو ان کیمپوں کے بارے میں علم نہیں تھا۔ غیر سرکاری تنظیم ہینڈز جو 2024 کی گرمیوں میں 50 سے زیادہ ہیٹ اسٹیبلنائزیشن کیمپ چلا رہی تھے کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر تنویر احمد نے کہا کہ استعداد بڑھانی ہوگی تاکہ کراچی کے تقریباً 20 ملین رہائشیوں کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے: ”کراچی ایک بڑا شہر ہے 50 [ٹھنڈے] کیمپ ایک دن کی گرمی کی لہروں کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں۔ اسی طرح دیگر شہروں میں بھی کیمپوں کی تعداد بہت کم ہے اور یہ کیمپ وسائل کی ضرورت کے حامل ہیں۔“

ساختی مسائل پاکستان میں آفات کے ردعمل کی بہتری میں رکاوٹ ہیں۔ فنڈنگ اکثر ضلعی سطح تک نہیں پہنچتی جس سے زمینی حقائق کا قریب سے ادراک رکھنے والی مقامی حکومتیں کسی آفت پر تیزی سے اور لچکدار طریقے سے ردعمل دینے سے رہ جاتی ہیں۔ اور حکومت نے این جی اوز کے آپریشن پر بھی اہم سیکورٹی پابندیاں عائد کی ہیں جن کے تحت انہیں سیلاب یا دیگر آفت کے باوجود بھی کام کرنے کی اجازت حاصل کرنے کے لیے نوکر شاہی رکاوٹوں کو دور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگرچہ ان میں سے کچھ ضروریات 2022 میں سیلاب کے دوران ہنگامی صورتحال کے پیمانے کی وجہ سے معاف کر دی گئی تھیں لیکن وہ 2024 میں چھوٹے پیمانے کے سیلاب کے بعد کام کرنے کی کوشش کرنے والی بہت سی این جی اوز کے لیے ایک بڑی رکاوٹ ثابت ہوتی رہیں۔

معاشی تباہی

2022 میں پاکستان میں سیلاب سے 4.4 ملین ایکڑ فصلیں تباہ ہوئیں جن میں سے زیادہ تر سندھ اور بلوچستان میں تھیں۔ بہت سے علاقوں میں سیلابی پانی مہینوں تک نہیں اترا اس کا مطلب یہ تھا کہ خزاں یا موسم سرما کی فصلیں مثلاً گندم بھی نہیں بوئی جا سکیں جس سے پورے سال کی کمائی ختم ہو گئی۔ تقریباً دس لاکھ کھیتی باڑی کے جانور مر گئے۔ بہت سے لوگوں نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو بتایا کہ وہ نقصانات کی ادائیگی کے لیے قرض میں جکڑے گئے تھے اکثر اپنے زمینداروں سے، یا یہ کہ وہ بعض اوقات اپنے خاندانوں اور گھروں کو چھوڑ کر شہروں میں یومیہ مزدوری کی تلاش میں نکل جاتے تھے۔ اگرچہ 2024 میں سیلاب کا پیمانہ چھوٹا تھا پھر بھی صرف سندھ میں 500,000 ایکڑ پر کھڑی فصلیں تباہ ہوئیں۔ خاندان جن میں سے بہت سے 2022 کے سیلاب کے بعد اپنی زندگیاں دوبارہ تعمیر کر چکے تھے ایک بار پھر معاشی بحران میں دھکیل دیے گئے۔

ایک 22 سالہ دو بچوں کے باپ، علی حسن سمیجو، نے کہا کہ وہ بیجوں، کھاد اور دیگر سامان کے لیے اپنے زمیندار کے 150,000 روپے (540 امریکی ڈالر) کے مقروض تھے۔ انہیں کوئی اندازہ نہیں تھا کہ 2024 کے سیلاب کے بعد، جس نے ان کے گھر، سامان اور فصلوں کو تباہ کیا، وہ قرض کی رقم کیسے واپس کریں گے:

”ہمیں کسی بھی مالی مدد سے انکار کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ زمیندار کہتا ہے: ’میں اب تمہاری طرح ہوں میں نے اپنی زمین اور اپنی سرمایہ کاری کھو دی ہے۔ تو جاؤ مزدوری کا کام ڈھونڈو‘... یہ بہت مشکل وقت ہے بعض اوقات ہمیں دن میں صرف ایک وقت کا کھانا ملتا ہے اور بعض اوقات ہمارے پاس بالکل کھانا نہیں ہوتا۔“

پاکستان کسی کے ذریعہ معاش کھو جانے کی صورت میں سماجی تحفظ کے ضمن میں بہت کم مدد فراہم کرتا ہے۔ اس وجہ سے لوگ خوراک اور پناہ گاہ کی ادائیگی کے لیے مویشی یا دیگر اثاثے بیچنے پر مجبور ہو گئے اکثر کم قیمتوں پر جس کا الزام انہوں نے سیلاب کے دوران مارکیٹ میں بہتات پر لگایا۔ 52 سالہ شفیع محمد نوحانی نے کہا:

”میرے پاس جو کچھ بھی تھا وہ فصل میں لگایا ہوا تھا۔ ہمیں [اس قرض] کو اتارنے کی ضرورت ہے کیونکہ کوئی بھی ہمیں دوسری فصل [کے موسم] کے لیے قرض نہیں دے گا۔۔۔ میں نے چار یا پانچ بھیڑیں بیچ دی ہیں میرے خاندان کے دور پار کے لوگوں نے تو تقریباً 20 بھیڑیں بیچ دی ہیں۔۔۔ بچے پیدل اسکول جاتے ہیں یہ تقریباً 7-8 کلومیٹر ہے اس لیے تقریباً ایک گھنٹہ لگتا ہے۔ سیلاب سے پہلے ہم موٹر سائیکل استعمال کرتے تھے لیکن۔۔۔ ہم نے وہ بیچ دی۔“

بین الاقوامی تنظیموں کے مطابق 2022 کے سیلاب کے بعد کے مہینوں میں شدید بھوک اور بچوں کی غذائی قلت میں اضافہ ہوا۔

سیلاب نے پاکستان میں مکانات کو بھی بڑے پیمانے پر تباہی پہنچائی۔ نقصان خاص طور پر سندھ میں وسیع پیمانے پر تھا: ملک کے تمام تباہ شدہ مکانات کا 83 فیصد صوبے میں واقع تھے۔ ورلڈ بینک اور ایشین ڈویلپمنٹ بینک جیسے بین الاقوامی عطیہ دہندگان کی معاونت سے سندھ حکومت نے 2022 کی آفت میں تباہ ہونے والے 2.1 ملین مکانات کی تعمیر نو کا عہد کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کے مطابق جون 2024 تک 100,000 مکانات تعمیر ہو چکے تھے اور 525,000 زیر تعمیر تھے۔

تاہم جنوبی ایشیائی برائے انسانی حقوق جو انسانی حقوق کے محافظوں کا ایک علاقائی نیٹ ورک ہے کے ماہرین نے کہا کہ جنوری 2025 میں سندھ کے ان کے زمینی دوروں نے ”صوبائی حکومت کے سیلاب متاثرین کے لیے تاریخ کے سب سے بڑے ہاؤسنگ منصوبوں میں سے ایک شروع کرنے کے دعوے کی تردید کی۔“ اسی طرح بہت سے خاندانوں نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو بتایا کہ انہیں تعمیر نو کے پروگرام سے نظر انداز کر دیا گیا تھا یا انہیں درخواست کے عمل سے گزرنے میں جدوجہد کرنی پڑی تھی۔ کچھ لوگ سیلاب سے اپنے گھر تباہ ہونے کے تقریباً دو سال بعد بھی خیموں میں رہ رہے تھے۔

زیادہ تر بچے 2022 کے سیلاب کے دوران ہفتوں اور بعض اوقات مہینوں تک اسکول جانے سے قاصر رہے اور 2024 کے سیلاب کے بعد بھی یہی ہوا۔ 11 سالہ عائشہ چنا 2024 میں دو ماہ تک اپنے اسکول جانے سے قاصر رہیں کیونکہ وہ جس راستے سے اسکول جاتی تھیں وہ زیر آب تھا: ”اب کوئی راستہ نہیں ہے صرف پانی ہے۔۔۔ تمام بچوں کو چوتھی جماعت کی کتابیں مل گئی ہیں لیکن مجھے نہیں ملی ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں کب واپس جا سکوں گی۔“

گرمی کی لہروں کے دوران دھوپ سے بچنے کے بارے میں صحت عامہ کے زیادہ تر مشورے اس بات پر منحصر ہوتے ہیں کہ آیا لوگ گھر کے اندر رہنے، کام کے مختلف اوقات طے کر سکیں، یا کام سے وقت نکالنے کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ پاکستان میں زیادہ تر لوگوں کے لیے جہاں 70 فیصد سے زیادہ لوگ دباڑی دار مزدور ہیں یہ تجاویز حقیقت سے قریب نہیں ہے۔ ان لوگوں کے لیے کوئی مدد نہیں ہے جو معمول کے اوقات کار کام کرنے سے قاصر ہیں یا شدید گرمی کی وجہ سے بیمار پڑ جاتے ہیں۔ نہ ہی معذور افراد یا بوڑھے افراد کے لیے عالمگیر پنشن ہے اور پاکستان میں ریٹائرمنٹ کی عمر کی آبادی کا صرف 20 فیصد ہی کسی بھی قسم کی پنشن وصول کرتا ہے۔

اقدامات کی ضرورت

پاکستان موسمی آفات سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والوں کی زندگی اور صحت کے حق کے تحفظ کے لیے بہت کچھ کر سکتا ہے۔ اسے صحت کے شعبے پر اخراجات میں اضافہ کرنا چاہیے اور یہ یقینی بنانا چاہیے کہ تمام سطحوں پر صحت کے کارکن سیلاب اور گرمی سے متعلق بیماریوں سے نمٹنے کے لیے تربیت یافتہ اور لیس ہوں۔ اسے ٹھنڈک مراکز جیسے احتیاطی اقدامات میں زیادہ سرمایہ کاری کرنی چاہیے اور یہ یقینی بنانا چاہیے کہ ضلعی ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز کو ہنگامی حالات کے دوران زمینی سطح پر تیز تر ردعمل کو یقینی بنانے کے لیے مالی معاونت اور انسانی وسائل کے ساتھ مناسب طریقے سے فعال کیا جائے۔ پاکستان انسانی ہمدردی کی تنظیموں کے لیے

عدم اعتراض سرٹیفیکیٹ جیسی ضروریات کو بھی ختم کر سکتا ہے کیونکہ یہ اور دیگر افسر شاہی رکاوٹیں اکثر انہیں ضرورت مندوں تک بروقت امداد پہنچانے سے روکتی ہیں۔ پاکستان سماجی تحفظ کے اقدامات کو بھی وسیع کر سکتا ہے تاکہ وہ شدید گرمی سمیت موسمی دھچکوں کے لیے حساس ہوں۔ حکومت کو خاص طور پر بوڑھے افراد کے لیے ایک عالمگیر سماجی پنشن متعارف کرانی چاہیے تاکہ انہیں خطرناک حالات میں کام کرنے پر مجبور ہونے سے روکا جاسکے۔

آخر میں اور مذکورہ بالا اصلاحات کی کامیابی کے لیے انتہائی اہم ہے کہ پاکستان کو یہ جاننا چاہیے کہ جب کوئی سیلاب، گرمی کی لہر، یا دیگر ماحولیاتی آفت آتی ہے تو سب سے زیادہ متاثر کون ہوتا ہے۔ پاکستان صحت کے موثر ردعمل کو یقینی بنا سکتا ہے اگر وہ ڈیٹا بہتر طریقہ سے اکٹھا کرے اور اس میں تمام گروہوں کو شامل کرے۔ حکومت پیدائش کے اندراج کو بڑھانے میں حاصل ہونے والی کامیابیوں کو موت کے اندراج پر اسی طرح کے اقدامات لاگو کر کے دہرا سکتی ہے بشمول فیسوں کا خاتمہ اور صحت کے مراکز اور دیگر سرکاری ایجنسیوں کے درمیان ڈیٹا تبادلے کو بہتر بنا کر۔ پاکستانی حکام صحت کے ڈیٹا اکٹھا کرنے سے بوڑھے افراد کے تقریباً مکمل اخراج کو ختم اور نمود کو یقینی بنا سکتے ہیں۔

تاہم بہت کچھ ایسا بھی ہے جو پاکستان اکیلے نہیں کر سکتا۔ دنیا بھر کے ممالک کے لیے زندگی اور صحت کے حق کی پاسداری کا سب سے براہ راست طریقہ جس کے ذریعے لاکھوں بچوں اور بزرگوں کا تحفظ کیا جاسکتا ہے یہ ہے کہ وہ فوسل ایندھن کے حصول اور اس کے جلانے کو روکیں۔ یہ صرف مستقبل کا مسئلہ نہیں ہے: جن لوگوں کی اموات اس رپورٹ میں درج ہیں وہ شاید کئی سال اور زندہ رہتے اگر موسمیاتی تبدیلی سے پیدا ہونے والی آفات نہ ہوتیں۔

زیادہ آمدنی اور زیادہ اخراج کرنے والے ممالک جن پر موسمیاتی تبدیلی کی سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے پاکستان کو اس کے 241 ملین باشندوں کو موسمیاتی بحران کے نقصان دہ اثرات کم کرنے میں مزید مدد بھی فراہم کر سکتے ہیں۔ عالمی عوامی موافقت کی امداد – وہ قسم جو پاکستان کو نہروں یا نکاسی آب کے نظام کو بہتر بنانے یا مزید ٹھنڈک مراکز کی مالی اعانت میں مدد دے گی – حقیقی ضرورت سے بہت پیچھے ہے۔ بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون کے تحت، موسمیاتی تبدیلی سے نقصان اور نقصان اٹھانے والی برادریوں اور افراد کو علاج کا حق حاصل ہے۔ 2022 کے سیلاب کا ردعمل اس محاذ پر بین الاقوامی برادری کی ناکامیوں کا اشارہ ہے کیونکہ پاکستان کی سیلاب کے بعد بحالی کے لیے وعدہ کیے گئے 10.5 بلین امریکی ڈالر میں سے زیادہ تر امداد کے بجائے استعمال شدہ قرضوں کی شکل میں تھا۔

جیسا کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتریس نے 2022 کے سیلاب کی پہلی برسی کے موقع پر کہا: ”پاکستان کو بین الاقوامی برادری سے بڑے پیمانے پر مدد کی ضرورت ہے اور وہ اس کا مستحق ہے۔۔۔۔ [یہ] موسمیاتی انصاف کے لیے فیصلہ کن امتحان ہے۔“

سفارشات

پاکستان میں تمام حکام کے لئے:

- موسمیاتی متعلقہ ہنگامی حالات کے دوران اموات اور بیماریوں پر جامع، تفصیلی ڈیٹا اکٹھا کرنا یقینی بنائیں اور یہ ڈیٹا تمام متعلقہ سرکاری ایجنسیوں اور عوام کو فراہم کیا جائے؛
- اندراج میں رکاوٹوں کو کم کر کے موت کے اندراج کو بہتر بنائیں؛ یہ فیس معاف کرنے اور انتظامی رکاوٹوں کو دور کرنے سے حاصل کیا جاسکتا ہے بشمول ذرائع آمدورفت کی کمی اور ناخواندگی سے پیدا ہونے والی رکاوٹیں؛ موت کے اندراج کی شرح کو بہتر بنانے کے لیے موجودہ صحت کارکنوں کے بنیادی ڈھانچے کو استعمال کرنے پر غور کریں جیسا کہ پاکستان میں پیدائش کے اندراج کی شرح کو بہتر بنانے کے لیے کیا گیا ہے؛
- یقینی بنائیں کہ بوڑھے افراد ان لوگوں میں شامل ہوں جنہیں صحت، اموات، اور/یا موسمیاتی تبدیلی سے متعلق ڈیٹا اکٹھا کرنے میں ترجیح دی جاتی ہے اور یہ کہ ڈیٹا اکٹھا کرنے میں من مانی عمر کی حدیں شامل نہیں ہوں؛
- یقینی بنائیں کہ 2022 یا 2024 کے سیلاب کے دوران جن لوگوں کے مکانات تباہ یا انہیں نقصان پہنچے تھے انہیں اپنے گھروں کی تعمیر نو کے لیے مناسب معاوضہ ملے بشمول سندھ ایمرجنسی ہاؤسنگ ری کنسٹرکشن پروجیکٹ جیسے موجودہ پروگراموں کے لیے درخواستیں دوبارہ کھولنا؛
- ان پابندی والی پالیسیوں کو ختم کریں جو غیر سرکاری تنظیموں کے فعالیت کو روکتی یا محدود کرتی ہیں تاکہ آفات کے ردعمل اور موسمیاتی لچک کی کوششوں کو بڑھایا جاسکے۔

پاکستان کی ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز:

- ضلعی سطح پر ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز کو مناسب طریقے سے فنڈ فراہم کریں، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ مقامی حکام کے پاس موسمیاتی متعلقہ آفات کا زیادہ مؤثر طریقے سے جواب دینے کے لیے وقف شدہ کل وقتی عملہ اور وسائل ہوں؛
- یقینی بنائیں کہ تمام صوبوں اور اضلاع میں کثیر خطرات کے جائزے موجود ہیں، اور یہ کہ یہ جائزے درست ہیں اور باقاعدگی سے اپ ڈیٹ کیے جاتے ہیں؛
- یقینی بنائیں کہ حکمرانی کی تمام سطحوں پر حکام کی طرف سے شدید گرمی کو موسمیاتی آفت کے طور پر سمجھا جائے؛ یقینی بنائیں کہ ضلعی اور صوبائی حکام کو گرمی کی لہروں کا جواب دینے کے لیے متعلقہ وسائل دستیاب ہوں بشمول مشورے اور ٹھنڈک مراکز جیسے احتیاطی اقدامات؛

- گرمی کی لہروں کے دوران فی آبادی ٹھنڈک مراکز کی تعداد میں اضافہ کریں؛
- فوری اور مضبوط انسانی ہمدردی کے ردعمل کو یقینی بنانے کے لیے بروقت موسمیاتی آفت کے جواب میں باضابطہ طور پر ہنگامی صورتحال کا اعلان کریں؛
- آفات کے ردعمل کے لیے ابتدائی انتہائی نظاموں میں سرمایہ کاری جاری رکھیں قابل رسائی ٹیکنالوجی اور مواصلات کے متنوع طریقوں کا استعمال کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنائیں کہ تمام خطرے سے دوچار گروہوں، بشمول بوڑھے افراد، معذور افراد، خواتین اور بچوں تک پہنچا جائے؛
- آفت زدہ علاقوں سے لوگوں کا بروقت انخلاء یقینی بنائیں اور یہ یقینی بنائیں کہ بے گھر کیمپوں تک پہنچنے کے خواہشمند تمام افراد کی مدد کی جائے؛ یقینی بنائیں کہ بوڑھے افراد، معذور افراد اور بچے انخلاء کی کوششوں میں ترجیحی گروہوں میں شامل ہوں؛
- یقینی بنائیں کہ بڑے شہروں سے باہر بے گھر کیمپ دستیاب ہوں اور دور دراز اور دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کو ان تک رسائی حاصل ہو؛
- یقینی بنائیں کہ بے گھر کیمپوں میں لوگوں کو مناسب پناہ گاہ، صحت کی دیکھ بھال، خوراک اور صاف پینے کا پانی میسر ہو، اور حالات صحت بخش ہوں؛ رہائشیں بوڑھے افراد، معذور افراد اور بچوں کے لیے مناسب، قابل رسائی اور محفوظ ہونی چاہئیں اور خواتین اور لڑکیوں کی ضروریات کے مطابق مناسب طور پر تیار کی جانی چاہئیں؛
- یقینی بنائیں کہ بے گھر ہونے کی ترتیبات میں لوگوں کو صحت کی دیکھ بھال اور ادویات تک رسائی حاصل ہو، بشمول ان حالات کے لیے جو خاص طور پر بوڑھے افراد اور بچوں کو متاثر کرتے ہیں؛ یقینی بنائیں کہ مچھر دانی اور پینے کے پانی جیسی احتیاطی صحت کی اشیاء آفت سے پہلے تقسیم کی جائیں۔

پاکستان کی وزارت صحت:

- صحت کے اخراجات میں اضافہ کریں تاکہ فی جی ڈی پی اخراجات کا فیصد بین الاقوامی بہترین طریقوں کے مطابق ہو اور لوگوں کو ان کے صحت کے حق کو پورا کرنے کی اجازت دے؛
- یقینی بنائیں کہ پرائمری اور سیکنڈری ہیلتھ کیئر کا عملہ موسمیاتی متعلقہ آفات، بشمول شدید گرمی سے متاثر ہونے والوں کا علاج کرنے کا طریقہ جانتا ہو؛ یقینی بنائیں کہ پرائمری اور سیکنڈری ہیلتھ کیئر مراکز میں مریضوں کے بوجھ کی صورت میں معقول مقدار ادویات اور سامان موجود ہو؛
- قومی موافقت کے منصوبے میں موجودہ وعدوں کو پورا کرنے کے لیے ٹھوس وقتی پابند اقدامات کریں تاکہ حکومت کی تمام سطحوں پر صحت کی دیکھ بھال کرنے والے اداروں کی صلاحیت کو مضبوط بنا کر پاکستان کے صحت کے نظام کو موسمیاتی تبدیلی کے مطابق ڈھالا جا سکے؛
- اموات پر ڈیٹا اکٹھا کرنے کو بہتر بنائیں خاص طور پر جب یہ موسمیاتی تبدیلی اور خطرے سے دوچار گروہوں سے متعلق ہو؛ حکومت کے دیگر حصوں اور عوام کے ساتھ بہتر ڈیٹا تبادلے کو یقینی بنائیں؛
- چھوٹے بچوں اور بوڑھے افراد کی صحت کی دیکھ بھال تک رسائی کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات کریں بشمول صحت کے نظام کے اندر ان گروہوں کے خلاف امتیازی سلوک کو روکنے کے لیے پروٹوکول تیار کرنا اور آمدورفت، ادویات، یا دیگر اخراجات کی مالی اعانت سمیت دیکھ بھال کی استطاعت کو بڑھانا؛

- بوڑھے اور معذور افراد کو پاکستان کے قومی صحت کے ورژن میں ان گروہوں میں شامل کریں جنہیں پالیسی سازی میں خاص توجہ کی ضرورت ہے؛ اگلے قومی صحت کے ورژن میں مخصوص طریقوں کی وضاحت کریں جن سے پاکستان کے صحت کے شعبے کو موسمیاتی تبدیلی کے لیے زیادہ لچکدار بنایا جائے؛

- یقینی بنائیں کہ سیلاب یا دیگر موسمیاتی آفت کے بعد دوبارہ تعمیر کی جانے والی صحت مراکز کو اس طرح دوبارہ تعمیر کیا جائے کہ وہ مستقبل کے سیلاب اور دیگر شدید موسمی واقعات سے محفوظ رہیں۔

پاکستان کے ایمپلائز اولڈ ایج بینیفٹس انسٹی ٹیوٹ:

- موجودہ پنشن کوریج کو وسعت دیں تاکہ ایک عالمگیر اولڈ ایج پنشن نظام بنایا جا سکے نتیجتاً ریٹائرمنٹ کی عمر کے تمام افراد کو مناسب معیار زندگی حاصل ہو اور وہ شدید گرمی یا دیگر خطرناک حالات میں کام کرنے پر مجبور نہ ہوں۔

پاکستان کی وزارت برائے تخفیف غربت و سماجی تحفظ:

- موجودہ سماجی تحفظ کے پروگراموں کو فوری طور پر بڑھائیں اور ان پر اخراجات میں اضافہ کریں تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ جس کو بھی اس کی ضرورت ہے اسے سماجی تحفظ تک رسائی حاصل ہو؛ پاکستان میں موجودہ سماجی تحفظ کی حکمت عملیوں اور منصوبوں پر نظر ثانی کریں تاکہ تنگ نظری پر مبنی غربت کو نشانہ بنانے سے بٹ کر عالمگیر سماجی تحفظ کی طرف بڑھا جا سکے؛ جہاں حکومت مالی اعانت کی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہو اسے ترجیحی طور پر اس مقصد کے لیے مخصوص بین الاقوامی امداد کی درخواست کرنی چاہیے؛

- یقینی بنائیں کہ تمام لوگوں کو سماجی تحفظ تک رسائی حاصل ہو ان امتیازی رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے جو بعض گروہوں بشمول خواتین، مہاجرین، اور بوڑھے افراد کو دستاویزات کی کمی یا دیگر عوامل کی وجہ سے سماجی تحفظ تک رسائی سے روکتی ہیں؛

- یقینی بنائیں کہ سماجی تحفظ موسمیاتی تبدیلی سے متعلق واقعات جیسے سیلاب یا خشک سالی کی وجہ سے لوگوں کی سماجی و اقتصادی صورتحال میں اچانک تبدیلی کو پورا کرنے کے لیے لچکدار ہو؛

- یقینی بنائیں کہ تمام لوگ بشمول وہ جو غیر رسمی شعبے میں کام کرتے ہیں اگر شدید گرمی کے دوران کام کرنے سے قاصر ہوں تو آمدنی کے نقصان سے مناسب طور پر محفوظ ہوں؛

- یقینی بنائیں کہ کام کی تمام جگہیں شدید گرمی کے دورانیوں سے مناسب طور پر نمٹنے کے لئے تیار ہوں بشمول کام کے اوقات اور طریقوں کو موسمیاتی تبدیلی کے مطابق بنانا اور جہاں قابل اطلاق ہو کولنگ ٹیکنالوجیز اور حفاظتی سامان تک رسائی کو یقینی بنانا؛

- موسمی آفات سے متاثرہ خاندانوں کے لیے مناسب مالی مدد اور سماجی تحفظ کو یقینی بنائیں تاکہ اس بات کی ضمانت دی جا سکے کہ تمام بچے اپنے معاشی اور سماجی حقوق سے لطف اندوز ہو سکیں بشمول ان کے صحت، خوراک، مناسب معیار زندگی، اور تعلیم کے حقوق، اس طرح بچوں کی مزدوری اور بچوں کی شادی کو روکا جا سکے گا۔

پاکستان کی وزارت داخلہ:

- رکاوٹوں کو دور کریں، بشمول نام نہاد ”نو آبجیکشن سرٹیفیکیٹس“ (این او سیز) اور دیگر تقاصے جو بین الاقوامی اور قومی تنظیموں کو موسمیاتی ہنگامی حالات کے جواب میں تیزی سے کام کرنے سے روکتی ہیں یا جو انہیں غیر ہنگامی اوقات میں پاکستان میں موسمیاتی لچک کو بڑھانے سے روکتی ہیں۔

پاکستان کی وزارت موسمیاتی تبدیلی:

- پاکستان کے قومی سطح پر طے شدہ شراکت کے تحت موجودہ وعدوں کے مطابق ایک پاکستان کولنگ ایکشن پلان (پی سی اے پی) تیار کریں جو کلیدی ٹھنڈک ضروریات کی نشاندہی کرے گا اور موجودہ اور مستقبل کے مطالبات کو پورا کرنے کے لیے ماحولیاتی اثرات کو کم سے کم کرتے ہوئے اقدامات کو ترجیح دے گا؛
- موسمیاتی موافقت اور موسمی آفات کی تیاری سے متعلق کسی بھی منصوبے کو تیار کرنے وقت ان گروہوں کے نمائندوں کی بامعنی شرکت کو یقینی بنائیں جو زیادہ خطرے میں ہیں بشمول بوڑھے، معذور افراد، بچے اور خواتین۔

پاکستان کی وزارت تعلیم:

- اقوام متحدہ کی کمیٹی برائے حقوق اطفال کی سفارشات کے مطابق سیلاب یا دیگر موسمیاتی متعلقہ ہنگامی حالات کے دوران خاص طور پر دور دراز یا دیہی کمیونٹیز میں بچوں کے لیے اسکولوں تک جسمانی حیثیت میں رسائی کو یقینی بنائیں؛
- موبائل تعلیمی سہولیات اور فاصلاتی تعلیم جیسے متبادل تدریسی طریقوں پر غور کریں؛ یقینی بنائیں کہ سیلاب یا دیگر موسمیاتی آفات کے بعد دوبارہ تعمیر کیے جانے والے اسکولوں کو اس طرح دوبارہ تعمیر کیا جائے کہ وہ مستقبل کے سیلاب سے محفوظ رہیں؛
- تعلیم اور بچوں کی ضروریات کو قومی آفات کے انتظام اور آفات کے بعد بحالی میں ضم کریں؛
- ان بچوں کی حوصلہ افزائی کے لیے اقدامات کریں جنہوں نے موسمیاتی تبدیلی سے متعلقہ آفات کی وجہ سے اسکول چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ آگاہی اور دیگر پروگراموں کے ذریعے دوبارہ شامل ہوں۔

تمام ریاستوں – بطور خاص زیادہ تاریخی اخراج والے ممالک:

- تیزی سے اور مساوی طور پر تمام فوسل فیول نکالنے، پیداوار اور استعمال کو مرحلہ وار ختم کریں اور انسانی حقوق سے مطابقت والی تمام قابل تجدید توانائی کی طرف ریاست کی صلاحیتوں اور اخراج کی ذمہ داری کی بنیاد پر جلد از جلد منتقل ہوں؛
- تمام نئے تیل، گیس، اور کوئلے کی تلاش اور تیاری و منصوبہ سازی کو روکیں اور ملکی اور بیرون ملک فوسل فیول منصوبوں کی مالی اعانت بند کریں؛
- کم آمدنی والے ممالک کو اخراج کو کم کرنے، موسمیاتی تبدیلی کے مطابق ڈھالنے، تمام شعبوں میں فوسل فیول سے دور منصفانہ منتقلی کو یقینی بنانے، اور نقصان اور نقصان کو دور کرنے میں مدد کے لیے تیزی سے مناسب، نئی، اضافی اور پیش قیاسی مالیات فراہم کریں - بنیادی طور پر گرانٹ کے مساوی عوامی مالیات کی شکل میں؛
- موافقت کی مالیاتی کمی کو دور کرنے کے لیے موافقت کے لیے مالی معاونت میں بڑے پیمانے پر اضافہ کریں؛
- فوسل فیول کی پیداوار کے لیے تمام ٹیکس مراعات اور سبسڈی کو مرحلہ وار ختم کریں؛ ایسا کرتے ہوئے یقینی بنائیں کہ ٹیکسیشن اور سبسڈی میں کوئی بھی تبدیلی کم آمدنی والے لوگوں پر غیر متناسب اثر نہ ڈالے انسانی حقوق کے اثرات کے جائزے کر کے اور ضرورت کے مطابق معاوضہ دینے کے لیے مناسب سماجی تحفظ کے میکانزم متعارف کروا کر؛
- پاکستان سمیت تمام ممالک کے لیے بروقت قرضوں میں ریلیف کی حمایت کریں، جو قرض کے بحران میں ہیں یا خطرے میں ہیں، بشمول قرض کی تنظیم نو اور/یا منسوخی پر غور کرنا اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ:

- قرض کے معاہدے بحران کے وقت ادائیگیوں کی معطلی فراہم کرتے ہیں بشمول غیر قدرتی موسمیاتی متعلقہ آفات، اور دیگر آفات اور معاشی بحران؛
- قرض کے معاہدے حکومتوں کی معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی صلاحیت کو کمزور نہ کریں، بشمول موسمیاتی بحران کے سلسلے میں؛
- دو طرفہ، کثیر جہتی اور نجی خودمختار قرضوں کی شرائط شفاف اور عوامی جانچ پڑتال کے لیے دستیاب اور اس کے تابع ہوں۔

بین الاقوامی عطیہ دہندگان:

- بوڑھے افراد اور بچوں کو ان گروہوں میں شامل کریں جنہیں موسمی آفات کے ردعمل کے لیے ترقی یا مالی اعانت میں ترجیح دی جاتی ہے؛
- یقینی بنائیں کہ موسمی آفات کے دوران اکٹھا کیا گیا کوئی بھی ڈیٹا یا پاکستان جیسے موسمیاتی تبدیلی سے متاثرہ ممالک میں اکٹھا کیا گیا ڈیٹا عمر کے لحاظ سے الگ کیا جائے اور جو بوڑھے، معذور افراد، یا کسی دوسرے خطرے سے دوچار گروہوں کو خارج نہ کرے۔

ریاستہائے متحدہ:

- کم اور درمیانی آمدنی والے ممالک میں صحت کے ڈیٹا اکٹھا کرنے والا سہولت فراہم کرنے میں ڈیموگرافک ہیلتھ سروے (ڈی ایچ ایس) پروگرام کے ضروری کردار کو دیکھتے ہوئے اسے بحال کریں؛
- بحال شدہ ڈی ایچ ایس پروگرام یا کسی دوسرے ڈیٹا اکٹھا کرنے والے پروگرام جو اس کی جگہ لے سکتے ہیں میں بوڑھے افراد کی شمولیت کو یقینی بنائیں۔

فلاح انسانیت کے کرداروں کو:

- یقینی بنائیں کہ بوڑھے افراد اور بچے انخلاء کی کوششوں میں ترجیحی افراد میں شامل ہوں کہ بے گھر ہونے کی صورت میں عارضی رہائشیں قابل رسائی ہوں اور ان کی ضروریات کے مطابق ہوں اور یہ کہ انہیں خوراک، ادویات اور دیگر سامان ملے جو ان کی ضروریات اور حالات کے لیے مناسب ہو؛
- یقینی بنائیں کہ بوڑھے افراد کو آفات کی تیاری، ردعمل اور بحالی کے تمام پہلوؤں میں بامعنی طور پر شرکت کرنے کے مواقع حاصل ہوں اور کوئی بھی ڈیٹا اکٹھا کرنا یا پروگرامنگ انہیں بامعنی طور پر شامل کرے؛
- موسمیاتی تبدیلی سے متعلقہ آفات کے مطابق ردعمل کرتے ہوئے بچوں سے متعلق تمام فیصلوں اور اقدامات میں بچوں کے بہترین مفادات کو ترجیح دیں۔

اقوام متحدہ کی رکن ریاستوں:

- یقینی بنائیں کہ انسانی حقوق کونسل بوڑھے افراد کے حقوق پر عالمی معاہدے بشمول ٹھوس مقررہ مدتیں اور مسودے کے لیے تجاویز سول سوسائٹی تنظیموں اور بوڑھے افراد کی نمائندگی کرنے والے گروہوں کے ساتھ قریبی مشاورت سے اس پر بات چیت کو آگے بڑھائے؛
- یقینی بنائیں کہ جنرل اسمبلی، سلامتی کونسل، اور انسانی حقوق کونسل میں منظور کی گئی موسمیاتی بحران پر کوئی بھی قرارداد یا بیان چھوٹے بچوں اور بوڑھے بالغوں کی صورتحال کو اجاگر کرے؛
- ریاستوں کو ان کے یونیورسل پیریڈک ریویو، نیز متعلقہ معاہدہ ہائی ریویوز سے گزرنے کے لیے سفارشات دیں تاکہ موسمیاتی تبدیلی سے متاثرہ بوڑھے افراد کے حقوق کا تحفظ کیا جا سکے بشمول بوڑھے افراد کے حقوق پر عالمی معاہدے پر بات چیت کو آگے بڑھانا۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل انسانی
حقوق کے لیے ایک عالمی
تحریک ہے۔

جب ایک شخص کے ساتھ
ناانصافی ہوتی ہے تو یہ ہم سب
کے لیے اہمیت رکھتی ہے۔

مکالمے کا حصہ بنیں

www.facebook.com/AmnestyGlobal



@Amnesty



برائے رابطہ

info@amnesty.org



+44 (0)20 7413 5500



پوشیدہ اموات

پاکستان میں موسمی آفات کے دوران بزرگوں اور بچوں کی پوشیدہ اموات

پاکستان عالمی گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں 1 فیصد سے تھوڑا زیادہ حصہ ڈالتا ہے اور پھر بھی دنیا میں موسمی آفات سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والا پانچواں ملک ہے۔ 2022 میں، ریکارڈ گرمی کی لہروں اور شدید مون سون بارشیں سیلاب کا باعث بنے جس سے 33 ملین افراد متاثر ہوئے اور 8 ملین بے گھر ہوئے۔ سرکاری طور پر، سیلاب کے دوران 1,700 جانیں ضائع ہوئیں، اگرچہ اصل تعداد ممکنہ طور پر بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح کی شدید بارشیں اور گرمی 2024 میں واپس آئیں، جس نے دوبارہ جانوں کو خطرے میں ڈال دیا۔

یہ رپورٹ انٹرنیشنل اینڈ ہسپتال نیٹ ورک (آئی ایچ این) اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کے درمیان سیلاب اور گرمی کی لہروں کے صحت پر اثرات کو سمجھنے کے لیے ایک تعاون ہے۔ یہ آئی ایچ این کے تین ہسپتالوں میں اموات کے تجزیے کو ایمنسٹی انٹرنیشنل کے 219 انٹرویوز کے ساتھ ملاتی ہے، بشمول متاثرہ خاندانوں، صحت کی دیکھ بھال کرنے والے کارکنوں، این جی او کے عملے، اور سرکاری حکام کے ساتھ رپورٹ جانچتی ہے کہ کس طرح ناکافی آفات کے ردعمل لوگوں کے لیے صحت کی دیکھ بھال تک رسائی کو مشکل بنا دیتے ہیں، جس سے قابل روک تھام اموات ہوتی ہیں۔ یہ ان خاص خطرات کو اجاگر کرتی ہے جن کا سامنا بوڑھے افراد اور بچوں کو کرنا پڑتا ہے، اور یہ کہ ان واقعات سے ممکنہ طور پر منسلک بہت سی اموات سرکاری طور پر اس طرح ریکارڈ نہیں کی جاتیں، جس سے سرکاری اموات کی تعداد میں نمایاں کمی واقع ہوتی ہے۔

پاکستان کو زندگی اور صحت کے حق کے تحفظ کے لیے صحت کے شعبے کے اخراجات میں اضافہ کرنا چاہیے، بہتر ڈیٹا اکٹھا کرنے کے ذریعے زیادہ مؤثر ردعمل کو یقینی بناتے ہوئے جس میں تمام گروہ، خاص طور پر بوڑھے افراد اور بچے شامل ہوں۔ تاہم، عالمی اقدام بھی اہم ہے۔ ممالک کے لیے لاکھوں لوگوں کے حقوق کے تحفظ کا سب سے براہ راست طریقہ فوسل فیول نکالنا اور جلانا بند کرنا ہے۔

انڈیکس: ASA 33/9007/2025

مئی 2025

amnesty.org

AMNESTY
INTERNATIONAL

